اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون

موزانہ: ڈاکٹر عبدالغنی عبدالحمید محمود

معاملہ میں مساوات کا حق:

جنیوا کے معاہدہ سوم کی دفعہ نمبر ۱۶ کے مطابق قید کرنے والی حکومت پر لازم ہے کہ وہ قیدیوں کے ساتھ اس کی شہریت، عقیدہ اور فوجی عہدوں اور قیدیوں کی صحت، عمر اور اہلیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کیا جائے۔

دینی شعائر کی ادائیگی کا حق:

جنیوا کا معاہدہ سوم قید کرنے والی حکومت پر یہ بھی فرض عائد کرتا ہے کہ وہ عسکری نظام اور قانون کا لحاظ رکھتے ہوئے قیدیوں کو ان کے دینی شعائر کی ادائیگی کے لئے مکمل آزادی دیں۔ اس طرح حکومت پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے مناسب جگہوں کا انتظام کرے۔ اس طرح جو مذہبی لوگ ان کے ساتھ اسی غرض کے لئے قید کردئے گئے ہیں ان کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے کہ وہ ان کے عقیدوں کے مطابق قیدیوں کے درمیان دینی شعائر کی ادائیگی کا اہتمام کر سکے۔ اس لئے ان کو مختلف گروہوں میں ان کے اہل عقیدہ، اہل زبان اور ان کے گروہوں کی مناسبت سے تقسیم کرنا ضروری ہے۔

ذہنی اور بدنی ورزش کا حق:

جنیوا کے معاہدہ سوم کی دفعہ نمبر ۳۸ قید کرنے والی حکومت پر یہ لازم قرار دیتا ہے کہ وہ قیدیوں کو ان کی خواہشات کے مطابق ان کے ذہنی، فکری، ثقافتی اور کھیل وغیرہ کے مقابلوں کی حوصلہ افزائی کرے اور ان کے اپنے کیمپ کے اندر یا باہر مناسب جگہیں اور ضروری سازوسامان فراہم کرے۔

ضروریات زندگی کا حق:

قیدیوں کی زندگی کی ضروریات کا حق پناہ گاہ، کھانا اور لباس پر مشتمل ہے۔

☆تفكر فيمن سبقوك في مسيرة الحياة من عزل وحبس وقتل وامتحن وابتلي ونكب وصودر. ☆

الف۔ پناہ گاہ کا حق:

قیدیوں کی پناہ گاہوں میں بھی وہی سہولیات موجود ہونا لازم ہیں جو قید کرنے والی حکومت کے اس علاقے میں موجود فوجی کیمپوں میں ہوتی ہیں خصوصاطبی سہولیات ۔اسی طرح ان قیدیوں کی نگرانی کرنے والوں کے لئے ان کے فوجی عہدوں کے مطابق الگ مکان خاص کیا جائے گا اور یہ بھی ضروری ہے کہ مردوں اور عورتوں کے ایک مشترک کیمپ میں عورتوں کے لئے ایک مخصوص مکان ہو۔

ب۔کھانے کا حق:

قیدی کے لئے اس کی ضروری خوراک معیار، قیمت اور تنوع میں مناسب ہو۔اس ضروری خوراک کے علاوہ اضافی خوراک، مناسب پانی اور طعام گاہ کا موجود ہونا بھی ایک ضروری امر ہے اور کسی بھی صورت میں یہ جائز نہیں کہ ان کی خوراک سے کوئی چیز سزا کے طور پر کم کردی جائے کہ سب قیدی اس سے متاثر ہوسکیں۔

اور جس قدر ممکن ہو قیدیوں کو اپنی خوراک تیار کرنے میں شریک کرنا لازم ہے ۔اس لئے ان کو کچن کا استعمال کرنے کا موقع دینا چاہیئے اور اپنی مرضی کے مطابق کھانا تیار کرنے کی اجازت دینی چاہئے۔ ہر کیمپ میں ایک کینٹین بھی قائم کرنا چاہئے تا کہ قیدی ان سے اپنی روزانہ ضروریات کی چیزیں خرید سکیں۔ان چیزوں کی قیمت عام مارکیٹ کی قیمتوں سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔

ج۔لباس کا حق:

یہ ضروری ہے کہ رہائشی علاقے کی آب وہوا اور موسم کا لحاظ رکھتے ہوئے قیدیوں کو موسم کے برے اثرات سے بچاؤ کے لئے مناسب کپڑے، مناسب جوڑے فراہم کئے جائیں۔ان کو ان کے فوجی رتبے کے مناسب لباس، فیتے اور کراؤن لگانے کی اجازت ہوگی پھٹے پرانے کپڑوں کی تبدیلی یا مرمت کی سہولت مہیا کرنا قابض حکومت کی ذمہ داری ہے۔اور اگر قابض حکومت دشمن کے پکڑے گئے قیدیوں کے لباس وغیرہ پر قابض ہوجاتی ہے تو وہ لباس اگر موسم کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے، قیدیوں کو واپس کردینی چاہیئے ۔اسی طرح جو بھی شخص اس عمل پر مقرر کیا جاتا ہے ان کے لئے بھی مناسب کپڑوں کا انتظام ہونا چاہئے۔

د۔قیدیوں کا باہر والوں کے ساتھ رابطہ رکھنے کا حق:

قیدی کے صرف قید میں آنے سے' یا قیدیوں کے کیمپ یا ایسے کیمپ جس میں قیدی منتقل کر دیئے جاتے ہیں' کے ایک ہفتے کے اندر اندر'اس طرح مرض کی حالت میں یا ایک کیمپ جس میں قیدی منتقل کرتے وقت اس کے خاندان والوں' جنگی قیدیوں کے صدر مرکز یا قیدی اور گم شدہ لوگوں کی تلاش کے لئے ھلال احمر کی ایجنسی کو خط لکھے گا اور دوسری جانب قیدی جنیوا معاہدہ سوم (۱) سے منسلک نمونے کے مطابق کارڈ بھیج سکتا ہے۔کارڈ میں قیدی اپنی طبی حالت وغیرہ اور اپنا واپسی کا پتہ لکھے گا۔کارڈ کا اس طرح قیدی کے لئے ان کے غذائی مواد' دوائیوں' کپڑے' دینی اور تعلیمی مطبوعات پر مشتمل پارسل وصول کر سکے گا۔

اسلامی شریعت میں قیدیوں کی حمایت

تمہید:

شریعت اسلامی کے اصول ومبادی کے مطابق جنگی قیدی کے ساتھ مرحمت' درگزر' احسان' کرامت انسانی' عدل وانصاف اور انسانی بھائی چارہ کا معاملہ کیا جائے گا۔اسلام میں ان قیدیوں کے حقوق آزادی اور انسانی معاملہ کرنے کی ذمہ داری مسلمانوں کے قبضہ میں آنے اور ان کے اپنے ملک اور اہل وعیال میں جانے تک حاصل ہے۔

جنگی قیدی کرنے والے' اس فوجی کیمپ کے تابع نہیں ہوتے بلکہ وہ اسلامی حکومت کے سربراہ یا اس کے نائب کے تابع ہوتے ہیں (۲) اور یہ جنیوا معاہدہ سوم کی دفعہ نمبر ۱۲ کے مطابق ہے۔نیچے ہم جنگی قیدیوں کے متعلق اسلامی احکام کی فرضیت کی تفصیل بیان کریں گے۔

جنگی قیدیوں کو پناہ دینا:

اس وقت کی جنگوں کی طرح رسول کریم ﷺ کے زمانے میں جنگی قیدیوں کے لئے کوئی مستقل کیمپ یا قید خانے نہیں ہوتے تھے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسلامی حکومت کا ابتدائی زمانہ تھا۔اس کے باوجود قیدی اسلامی حکومت کے قیدی ہونے کی حیثیت سے بہترین امن کی نعمت سے بہرہ مند ہوئے۔رسول اکرم ﷺ قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کرتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ ان کے گھروں میں رہائش پذیر رہیں (۳) یا ان کو مسجدوں میں زیر حراست رکھتے تھے۔(۴) یہاں تک کہ ان کی قید مکمل ہو جائے

لیکن اسلام میں قیدیوں کے لئے کوئی خاص کیمپ بنانے یا کوئی مستقل مکان تعمیر کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے جس میں جنیوا معاہدہ میں مذکورطبی سہولیات موجود ہوں۔آپ ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر اپنے صحابہ کرامؓ کوقیدیوں کی عزت واحترام کرنے کا حکم دیا تھا۔(۵) قیدیوں کی عزت واحترام صرف کھانے پینے سے پوری نہیں ہوتی بلکہ ان کو پناہ دینا اوران کے ساتھ بہتر انسانی سلوک کے مناسب ہرقسم کی سہولیات کی فراہمی شامل ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالی نے انسان کوعزت سے پکاراہے۔ارشادربانی ہے"ولقد کرمنابنی آدم" یہاں انسانیت کےلحاظ سےانسان کے دین،شہریت اورجنس کا کوئی امتیازنہیں کیا گیا ہے۔

قیدیوں کوکھانا کھلانا:

جنیوا معاہدہ میں قیدی کوکھانا کھلانے کی تاکید کی گئی ہے کہ قیدی کووہ کھانا کھلایا جائے گا جواس ملک کے فوجی خودکھاتے ہیں۔اسلام قیدیوں کواس سے بھی زیادہ حق دیتاہے۔غزوہ بدر کے موقع پر مسلمان خودمحتاج ہونے اورکھانے کا شوق رکھنے کے باوجودمشرک قیدیوں کواپنے اوپرترجیح دیتے تھے۔یہ اس لئے کہ آپ ﷺ نے ان قیدیوں کی عزت واحترام کا حکم دیا تھا۔(۶) یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی"ویطعمون الطعام علی حبه مسکیناویتیماواسیرا"(۷)اورباوجودیہ کہ ان کوخودطعام کی خواہش (اورحاجت) ہے فقیروں اوریتیموں اورقیدیوں کوکھلاتے ہیں اورجب کوئی قیدی آپ ﷺ کے سپردکیاجاتا تھاتو آپ ﷺ اسے کسی صحابی کے حوالہ کرتے وقت اسے فرماتے کہ اس کے ساتھ بہترین سلوک کریں(۸)اورآپ ﷺ یہ بھی فرماتے تھے کہ آپ کا مخالف آپ کا قیدی ہے،اپنے قیدی کے ساتھ اچھاسلوک کریں۔(۹)قیدیوں کے ساتھ احسان کرنا،ان کوکھانا کھلانا رسول کریم ﷺ کے اس عام حکم میں داخل ہیں جوآپ ﷺ نے ابوموسی کوارشادفرمایا تھا۔صحیح بخاری کی روایت ہے،آپ ﷺ نے ارشادفرمایاہے فکوالعانی یعنی الاسیر .واطعموالجائع وعودواالمریض (۱۰)قیدی کوچھڑاؤ،بھوکے کوکھلاؤاورمریض کی عیادت کرو۔اس حدیث مبارک میں بھوکے کوکھانا کھلانے کا جوحکم آپ ﷺ نے ارشادفرمایا ہے وہ عام ہے۔اس میں قیدی بھی داخل ہیں اورجب ثمامہ بن اثال مسلمانوں کی قیدمیں تھے۔مسلمان ان کے لئے آپ ﷺ کے گھرسے دودھ اورکھانالاتے تھے(۱۱)

امام احمد بن حنبل اور امام مسلم بن عمران بن حصین سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ ثقیف' بنوعقیل کے حلیف تھے۔ثقیف نے رسول کریم ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی قیدی بنالئے اور رسول کریم ﷺ نے بنوعقیل کے ایک آدمی کو قیدی بنایا۔وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ وہ بندھے ہوئے تھے۔اس نے آپ ﷺ کو آواز دی تو آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور اس سے اس کا حال احوال پوچھا۔اس نے کہا کہ کس وجہ سے آپ ﷺ نے مجھے قید کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو آپ کے حلیف ثقیف کے جرم کی وجہ سے قید میں رکھا گیا ہے۔پھر آپ ﷺ لوٹ گئے۔پھر اس نے آواز دی کہ اے محمد ﷺ۔آپ ﷺ نے پھر پوچھا' کیا بات ہے۔اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آپ یہ پہلے کہتے جب آپ آزاد تھے تو آپ پوری کامیابی حاصل کرتے۔پھر آپ ﷺ واپس جانے لگے۔اس نے پھر آوازی کہ اے محمد ﷺ! آپ ﷺ پھر اس کے پاس آئے اور پوچھا کیا بات ہے۔اس نے کہا کہ میں بھوکا ہوں۔مجھے کھانا کھلاؤ اور میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلاؤ۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ آپ کی ضروریات ہیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے اپنے دو آدمیوں کے فدیہ کے طور پر رہا کر دیا۔(۱۲) یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کھانا کھلانا اور پانی پلانا قیدی کا حق ہوتا ہے۔کسی بھی صورت میں اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کے قول' هـذه حـاجـتـك ''یہ آپ کی ضروریات ہیں کا معنی یہ ہے کہ یہ آپ کی یومیہ ضروریات ہیں' جو آپ کو فی الحال دی جاتی ہے۔(۱۳)

قیدیوں کو کپڑے پہنانا:

یہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کی عزت واحترام کا حکم دیا ہے اور ان کو ننگے چھوڑنا یا ان کو بری بناوٹ کا کپڑا پہنانا' ان کے ساتھ کوئی احسان کا سلوک نہیں ہے۔جبکہ اسلام کسی کی شرمگاہوں کو دیکھنے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔اس لئے ہم کہتے ہیں کہ قیدی کو کپڑا پہنانا اس کا شرعی حق ہے۔

قیدی کی عزت اور احترام کا حق:

اسلام نے قیدیوں کے احترام اور ان کی انسانی کرامت کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی عورت کسی جنگ میں قیدی بن کر آتی ہے تو اسلام اس کی حفاظت اور اس کی منزلت کی

حمایت کرتا ہے۔اس لئے بچے کی ولادت یا حیض آنے سے پہلے اس کے ساتھ جماع کرنا حرام قرار دیتا ہے۔(۱۴)امام ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قیدی حاملہ عورت کے ساتھ جماع کو حرام قرار دیا ہے یہاں تک کہ مائیں بن جائیں۔

اور امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو لوگ اللہ تعالی اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ کسی قیدی عورت سے اس تک نکاح (جماع) نہ کرے یہاں تک کہ اس کی ایک مکمل ماہواری گزر جائے۔(۱۵)اور اگر کسی مرد نے غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے کسی عورت کے ساتھ جماع کیا جبکہ غنیمت میں اس کا حصہ بھی تھا اس پر لازم ہے کہ وہ اس کا مہر مثل ادا کرے جو غنیمت میں داخل کر دیا جائے گا اور یہ مرد زانی ہوا تو اس پر حد جاری کیجائے گی۔(۱۶)اسلام میں قیدی عورت کی عزت واحترام اس روایت سے بھی واضح ہوتی ہے جو امام احمد بن حنبل نے عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بنی مصطلق کے قیدی تقسیم فرما رہے تھے تو ان میں جویریہ بنت الحارث ‘ثابت بن قیس بن شماس یا اس کے چچا یا اس کے چچازاد کے حصے میں آئی تو اس نے اس کے ساتھ مکاتبہ کیا۔جبکہ وہ ایک خوبصورت اور دلکش عورت تھی۔وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے کہنے لگی کہ میں جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار اپنی قوم کے سربراہ کی بیٹی ہوں اور مجھے آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے جو آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے۔میں آپ ﷺ کے پاس اپنی کتابت میں مدد کرنے کے واسطے آئی ہوں۔آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ آپ کے پاس اس سے بہتر کوئی ہے؟اس نے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ کیا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کی کتابت کی رقم ادا کرتا ہوں۔پھر آپ کے ساتھ نکاح کرتا ہوں۔اس نے کہا ہاں مجھے منظور ہے اے اللہ کے رسول ﷺ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایسا ہی کر لیا۔لوگوں میں یہ خبر عام ہوگئی کہ رسول کریم ﷺ نے جویریہ بنت الحارث کے ساتھ نکاح کیا ہے۔لوگوں نے کہا کہ یہ قیدی تو رسول کریم ﷺ کے سسرالی بن گئے ہیں۔اس لئے ان کے ہاتھوں میں جو قیدی تھے ان کو آزاد کر دیا جائے۔حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اس نے آپ ﷺ کے ساتھ نکاح کی بدولت اپنے گھر یعنی بنی مصطلق کے سو آدمی آزاد کرا دیئے۔مجھے کسی دوسری عورت کا علم نہیں جو اپنی قوم کے لئے اتنی زیادہ برکتوں کا باعث بنی ہو۔(۱۷)

خاندانی وحدت کی حفاظت:

فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ قیدیوں میں سے ان کی والدہ اور چھوٹے بچے کی درمیان علیحدگی نہیں ہوگی۔ اگر چہ ماں اس پر رضامند ہو کیونکہ اس سے چھوٹے بچے کو ضرر پہنچتا ہے۔عورت کبھی ایسی بات پر راضی ہو جاتی ہے جس میں اس کے لئے ضرر ہوتا ہے۔پھر اس کا ارادہ بدل جاتا ہے اور نادم ہو جاتی ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ماں اور بچے کے درمیان علیحدگی نہیں ہوگی۔(۱۸)

جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو بعض علماء نے علیحدگی کو جائز قرار دیا ہے لیکن پھر بھی بعض دوسرے علماء نے علیحدگی کو مطلق قرار دیا ہے خواہ بچہ بالغ ہو یا چھوٹا بچہ ہو۔(۱۹)

فقہاء کرام ''بڑے'' کی حد میں اختلاف کرتے ہیں۔بعض فقہاء کا خیال ہے کہ وہ سات سال یا آٹھ سال ہے۔جبکہ بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک وہ بچہ بڑا ہوتا ہے جو خود کپڑے پہن سکتا ہے اور خود وضو کرسکتا ہے کیونکہ جب وہ یہ کرسکتا ہے تو اسے ماں کی ضرورت نہیں رہتی۔فقہاء کے تیسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد سن سلوغت ہے۔عبادۃ بن صامتؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ بچے اور اس کی ماں کے درمیان علیحدگی نہیں ہوگی۔آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یہ کب تک ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا یہاں تک کہ بچہ بالغ ہو جائے اور بچی کی ماہواری شروع ہو جائے۔(۲۰) ہم اس رائے کو اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ یہ ایک باضابطہ معیار ہے اور یہ کہ بچہ بلوغ کے بعد مکمل متصور ہوتا ہے۔اسی طرح چھوٹے بچے اور اس کے والد کے درمیان بھی تفریق نہیں کی جائے گی۔اسی طرح بچے اور اس کی نانی یا نانا کے درمیان علیحدگی نہ ہوگی' کیونکہ نانا باپ کی طرح اور نانی ماں کی طرح ہوتی ہے۔اسی طرح بھائیوں اور بہنوں کے درمیان علیحدگی واقع نہ ہوگی۔(۲۱)

قیدی کا اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں کے ساتھ ملاقات کا حق:

اسلام کسی قیدی کو اس کے خاندان اور رشتہ داروں کے ساتھ ملاقات کی ممانعت نہیں کرتا۔کیونکہ یہ اسلامی روح اور انسانی عزت وکرام' رحمت وفضیلت' دینی اخوت اور اس جیسے دوسرے عظیم فضائل سے متفق ہے۔لیکن اسلامی حکومت کا یہ حق ہے کہ وہ ملک کا امن وامان برقرار رکھنے کے لئے ضروری اقدامات کرے تاکہ قیدی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ملاقات کے دوران خط وکتابت کے ذریعے

☆حافظ علی تکبیرۃ الاحرام جماعۃ واکثر المکث فی المسجد وعود نفسك المبادرۃ للصلاۃ تنجد السرور.☆

ملک کی خفیہ باتوں کو افشاں نہ کر سکے۔

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی قانون کے درمیان موازنہ:

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی قانون کے درمیان قیدی کے انسانی احترام کے معاملے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔دونوں قیدی کے ساتھ انسانی معاملہ کرنے پر زور دیتے ہیں۔اس طرح بہتر زندگی گزارنے، ان کے اپنے اہل واقارب سے ملنے، ان کو تکلیف نہ دینے، ان کو قتل نہ کرنے اور ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک نہ کرنے کے لئے راستے تلاش کرنے پر زور دیتے ہیں بلکہ اسلام نے بین الاقوامی انسانی قانون میں دی گئیں مراعات سے بڑھ کر معاملہ حسنہ کرنے کی تاکید کی ہے۔رسول کریم ﷺ آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے اپنے دور کے قیدیوں کا جو احترام کیا تھا اور ان کے ساتھ جس ایثار کا مظاہرہ کیا تھا یا اسلام نے ان کے لئے جو ضمانتیں فراہم کی تھیں اس کی مثال نہیں ملتی۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان معاملات میں بین الاقوامی انسانی قانون اور شریعت اسلامی کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

بین الاقوامی انسانی قانون اور اسلامی شریعت میں مردہ اور گم شدہ لوگوں کی حمایت:

یہ فصل دو مبحثوں پر مشتمل ہے۔

بین الاقوامی انسانی قانون میں گم شدہ اور مردہ کی حمایت۔

اسلامی شریعت میں گم شدہ اور مردہ لوگوں کی حمایت۔

بین الاقوامی انسانی قانون میں گم شدہ اور مردوں کی حفاظت

گم شدہ لوگوں کی حفاظت:

اگر حالات اجازت دیتے ہوں تو جنگ کرنے والی ہر جانب پر یہ لازم ہے کہ ایک مقررہ وقت کے لئے جنگی کارروائی روک کر اس کے مخالف فریق کے جن افراد کے گم ہونے کا خطرہ ہو ان کو تلاش کرے۔اس پر یہ بھی لازم ہے کہ اگر دشمن ملک کے پاس کسی مفقود یا مردے کے متعلق کچھ معلومات ہوں تو وہ ان معلومات کو اس کی یا اپنی حکومت تک براہ راست یا ھلال احمر یا اس کی کسی تنظیم یا ریڈ کراس کے ذریعے ارسال کریں گے اور اگر معلومات ھلال احمر یا اس کی بین الاقوامی تنظیم یا گم شدہ لوگوں کو تلاش کرنے والی کسی ایجنسی کے ذریعے ارسال نہ کر رہے ہوں تو پھر بھی اس پر لازم ہے کہ اپنی

ایجنسی کو یہ معلومات فراہم کرے (۲۲)

مردوں کی حفاظت:

بین الاقوامی انسانی قانون جنگی کارروائیوں کے دوران اپنے ملک کے علاوہ کسی بھی دوسرے ملک میں مرے ہوئے اشخاص کی لاشوں کے احترام کوواجب قرار دیتا ہے۔اسی طرح ان مردوں کی لاشوں کا احترام بھی واجب ہے جو کسی علاقے پر جنگ کے ذریعے قبضہ کرنے یا اس دوران پکڑے جانے والے یا کسی فوجی کارروائی کے دوران مرجاتے ہیں (۲۳) تو جنگ کرنے والے دونوں ملکوں پر حتی الامکان یہ لازم ہوتا ہے کہ ان کے دینی طریقہ اور پورے احترام کے ساتھ ان کو دفن کروادیں۔ ہر مردے کو الگ دفن کریں اور یہ بھی لازم ہے کہ ان کی قبریں' ان کی جنس کی مناسبت سے ایک ہی اور قابل احترام جگہ پر ہوں اور ایک دوسرے سے علیحدہ اور قابل شناخت ہوں تا کہ ان کی شناخت پر استدلال کیا جا سکے۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے ہر جانب پر یہ بھی لازم ہوتا ہے کہ وہ ایک ادارہ قائم کرے جس کا کام قبروں کی رجسٹریشن ہوتا کہ ان قبروں میں مدفون مردوں کی شناخت ہو سکے اور جثہ کی نقل ممکن ہونے کی صورت میں اس کو منتقل کیا جا سکے۔ لاشوں کو جلانا حرام ہے۔ وہاں اگر اس کی دینی ضرورت ہو یا اس کی اپنی صحت کی طبی ضرورت کی وجہ سے یہ ضروری ہو۔ سمندری جنگ کی صورت میں یہ یقینی بنانا چاہیے کہ اگر حالات متقاضی ہوں تو لاشوں کو الگ الگ کر کے سمندر میں ڈال دیا جائے اور کسی لاش کو بری علاقہ میں لے جانے کے لئے مردوں کے دفن اور قبروں سے متعلق پہلے ذکر شدہ احکام نافذ ہوں گے۔ اگر ڈبل شناختی ڈسک استعمال ہوا ہے تو آدھا ڈسک مردوں کے جثوں کے ساتھ دفنانا چاہیے اور اگر سنگل ڈسک ہے تو ڈسک جثے کے ساتھ ہونی چاہیے۔

پروٹوکول اول (۲۴) یہ لازم کردیتا ہے کہ دشمن ملک مردوں کے ذاتی سامان' ان کے بوسیدہ جثے' ان کی حکومت کے حوالے کرنے کے لئے اقدامات کرے۔ اس طرح مردوں کے خاندان' باقاعدہ ایجنسیاں اور وہ ادارے جو قبروں کا اندراج کرتے ہیں' مردے کے اپنے ملکی قبروں میں دفن کرنے کی غرض سے ان کی مدد کریں۔ اسی طرح اس پروٹوکول میں اس ملک میں مدفون جثوں کا احترام ہمیشہ کے لئے واجب ہے اور جس ملک میں یہ مردے دفن ہوتے ہیں اس کو ان کا نکالنا منع ہے۔ ہاں اگر کسی طبی ضرورت یا مزید تحقیق کا تقاضا ہو یا مصلحت عامہ کی خاطر اس کو نکالنے کی اشد ضرورت ہو تو متوفی کے

ملک کو اپنے اس ارادے کی اطلاع کریں گے اور دوبارہ اس کو جہاں دفن کرنا ہو اُس کی وضاحت کریں گے۔

اسلامی شریعت میں گم شدہ اور مردوں کی حفاظت

ا۔گم شدہ لوگوں کی حفاظت:

اسلام میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے جو دونوں جنگی جانبوں کے گم شدہ افراد کے متعلق معلومات کے حصول کی ممانعت کرے۔رسول کریم ﷺ جنگ احد کے موقع پر اپنی فوج سے اپنے زندہ' شہید ہونے والے اور زخمیوں کے متعلق پوچھتے تھے اور اپنے چچا حمزہؓ کی لاش کے سامنے بذات خود کھڑے رہے اور جنگ میں حاضر ہونے والوں اور ان کے مقام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا تھا۔(۲۵) اور رسول کریم ﷺ نے ضرورت کے وقت شریعت اسلامی کے احکام بیان فرمائے ہیں۔اس لئے مسلمان حاکم پر یہ لازم ہے کہ اپنی فوج کے ہر فرد کی حاضری اور مقام کارروائی کے متعلق معلومات حاصل کرے یہاں تک کہ اگر یہ معلومات دشمن سے براہ راست بھی اس کو اس کے مفقود لوگوں کی معلومات کے تبادلہ میں کسی تیسرے غیر جانبدار فریق کی وساطت سے حاصل کرنا پڑے تو کرے کیونکہ اس میں کوئی ضرر نہیں ہے بلکہ گم شدہ لوگوں کو تلاش نہ کرنا اور ان کے مقام کی معلومات حاصل نہ کرنے میں نقصان ہے۔کوئی غیر اسلامی حکومت اگر اسلامی فوج کے کسی گم شدہ فرد' جوان کو ملا ہو کے متعلق ساری معلومات فراہم کرتی ہے اور اپنی زمین پر انہیں تلاش کرتی ہے تو اسلامی حکومت کے لئے بھی ممانعت نہیں ہے کہ وہ ان افراد اور فوج کے لئے بالکل وہی کام سرانجام دے لہذا یہ ممکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ بالمثل کے اصولوں کے مطابق تکمیل پذیر ہو جائے کیونکہ اس میں جانبین کا فائدہ ہے اور اس سے کوئی نقصان بھی رونما نہیں ہوتا۔

۲۔مردوں کی حفاظت:

اسلام مردوں کے احترام کا تحفظ فراہم کرتا ہے' خواہ یہ مردے دشمن ہی کے کیوں نہ ہوں۔آپ ﷺ نے مثلہ کی ممانعت فرمائی ہے۔امام احمد اور ابن ماجہ نے صفوان بن عسالؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں ایک معرکہ میں بھیجا اور فرمایا' 'اللہ تعالی کا نام لیکر نکلو' جنہوں نے کفر کیا ہے ان کے ساتھ جنگ کرو۔کوئی مثلہ نہ کرو' کوئی دھوکہ نہ کرو اور نہ کسی بچے

کو قتل کرو'' (۲۶) اسلام میں دشمنوں کی لاشوں کو بگاڑنے یعنی مثلہ کرنے کی ممانعت ہے اگرچہ انہوں نے مسلمان مقتولین کی لاشوں کا مثلہ کیا ہو۔ جنگ احد میں انصار مسلمانوں کے ۶۴ اور مہاجرین کے ۱۶ افراد شہید ہوگئے تھے۔ ان میں رسول کریم ﷺ کے چچا حمزہؓ بھی تھے۔ مشرکوں نے ان کا مثلہ کیا تھا۔ آپ کا پیٹ مبارک کاٹ دیا تھا۔ ان کی شرمگاہیں کاٹ دی تھیں اور ان کا بری طرح مثلہ کیا تھا۔ مسلمانوں نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالی نے ہمیں کفار پر غلبہ دیدیا تو انہوں نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے ہم ان کے ساتھ اس سے زیادہ کریں گے اور ان کے مردوں کا ایسا مثلہ کریں گے جس کی مثال عرب میں نہیں ملے گی۔ اور رسول کریم ﷺ حمزہؓ کے پاس کھڑے ہوئے۔ کفار نے آپؓ کی ناک، شرمگاہیں اور پیٹ مبارک کاٹ دیا تھا اور ھند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی نے آپ کے جگر کو کاٹ کر چبا کر کھایا تھا لیکن وہ اس کے پیٹ میں زیادہ دیر نہ رہ سکا۔ جب رسول کریم ﷺ نے حمزہؓ کی طرف دیکھا تو فرمایا اگر اللہ نے مجھے ان پر کامیابی عطا فرمائی تو ان کے بدلے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ اللہ تعالی کا یہ حکم نازل ہوا **وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصبرين ہ واصبر وما صبرک الا بالله ولا تحزن عليهم ولا تک فی ضيق مما يمكرون** (۲۷) (اور اگر تم ان کو تکلیف دینی چاہو جتنی تکلیف تم کو ان سے پہنچی اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت اچھا ہے اور صبر ہی کرو اور تمہارا صبر بھی خدا ہی کی مدد سے ہے اور ان کے بارے میں غم نہ کرو اور جو یہ بداندیشی کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو۔۔۔) رسول کریم ﷺ نے صبر فرمایا اور جس کا آپ ﷺ نے ارادہ کیا تھا اس سے باز رہے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ (۲۸)

خلفائے راشدین بھی اس انسانی طریقہ کار پر کاربند رہے۔ جب ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو مارا تو آپؓ نے فرمایا ''اسے کھانا کھلاؤ اور اسے پلاؤ اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرو۔ اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے خون کا خود ولی ہوں۔ اسے معاف کر دیتا ہوں یا اس سے بدلہ لیتا ہوں اور اگر میں وفات پا گیا تو اس کو قصاص کرو اور اس کا مثلہ نہ کرو''۔ (۲۹)

مسلمانوں کی زمین پر کفار دشمنوں کی لاشوں کا احترام واجب ہے کیونکہ میت بھی ہر حال میں انسان ہے اور اسلام نے اس کے دین سے صرف نظر کرتے ہوئے اسے احترام دیا ہے۔ اس لئے دشمنوں کی لاشوں کو دفن کرنا اور اس کی شخصیت کی وضاحت کرنا تاکہ بوقت ضرورت اس کی شناخت ہو اسلام کے

ضروری احکام ہیں۔دار قطنی نے عمر بن عبداللہ بن یعلیٰ بن مرہ الثقفی اوراسی نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یعلیٰ بن مرہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ''میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ بہت سفر کئے ہیں۔میں نے کبھی بھی آپ ﷺ کو ایسا نہیں دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کو راستے میں ایک انسان کی لاش ملی ہو اور آپ ﷺ نے اس سے چشم پوشی کی ہو بلکہ آپ ﷺ اس کو دفن کرنے کا حکم دیتے تھے اور یہ نہ پوچھتے تھے کہ کیا وہ مسلمان ہے یا کافر ہے''۔(۳۰) اسلامی شریعت کے یہ احکام جنیوا معاہدات کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ جنگ کی ہر جانب پر یہ لازم ہے کہ اس کے ملک میں بھی لاش ہو تو اس کو دفن کریں اور شریعت اسلامی میں کوئی ایسا حکم/دلیل نہیں ملتی جس میں دشمن کو اپنے مردوں کی شناخت اور ان کو اپنے ملک لے جانے اور دفن کی ممانعت کی گئی ہو اور یہ رائے فقہاء اباضیہ کی بھی ہے۔(۳۱) (جاری ہے)

حواشی

۱۔دفعہ نمبر ۱۲۳، معاہدہ سوم، سال ۱۹۴۹ء

۲۔معنی المحتاج ۴/ ۲۲۷، ۲۲۸، الاحکام السلطانیہ، ماوردی، ص ۱۲۷، المغنی، ابن قدامہ جلد ۴، ص ۴۰۷، ابوطوسف ص ۲۱۲، المبسوط، سرخسی، جلد ۱۰، ۶۴۔

۳۔بیضاوی، جلد ۲، ص ۳۷۲۔

۴۔نیل الاوطار للشوکانی، ۷/ ۳۰۱، ۳۰۳۔

۵۔تفسیر ابن کثیر جلد ۴، ص ۴۵۵۔

۶۔مصدر سابق ۴/ ۴۵۴، ۴۵۵، احکام القرآن لابن عربی، جلد ۴/ ۱۸۹۸

۷۔سورہ دھر، آیت نمبر ۸

۸۔تفسیر بیضاوی، ج ۲/ ۳۷۲

۹۔مصدر سابق

۱۰۔فتح الباری، ج ۶/ ۱۹۳

۱۱۔نیل الاوطار شوکانی، جلد ۷، ص ۳۰۳

۱۲۔نیل الاوطار ج ۷ ص ۳۰۷

۱۳۔مصدر سابق

۱۴۔سبل السلام، ۴/ ۱۳۵۹، مغنی المحتاج، ۴/ ۲۲۹

۱۵۔الدعلی سیر الاوزاعی، ص ۴۹، ۵۰۔

۱۶۔نیل الاوطار ۸/ ۳۔۴

۱۷۔المغنی لابن قدامہ، ۱۰/ ۴۶۷، ۴۶۸۔

۱۸۔المغنی لابن ادامہ، ۱۰/ ۴۶۷، ۴۶۸۔

۱۹۔حوالہ درج بالا

۲۰۔حوالہ درج بالا

۲۱۔دفعہ نمبر ۳۳ (۱، ۳) پروٹوکول اول، سال ۱۹۷۷ء

۲۲۔دفعہ نمبر ۳۴، (۱) حوالہ مندرجہ بالا

۲۳۔شق ۱۷ جنیوا کا معاہدہ نمبر ۱ ۱۹۴۹ء شق ۲۰ جنیوا کا دوسرا معاہدہ، شق ۱۲۰ جنیوا کا تیسرا معاہدہ، شق ۱۲۹ جنیوا کا چوتھا معاہدہ۔

۲۴۔شق ۳۴، پروٹوکول اول ۱۹۷۷

۲۵۔پروفیسر ڈاکٹر ابراھیم عبدالحمید، مرجع سابق، صفحہ نمب ۲۰۶

۲۶۔نیل الاوطار ۷/ ۲۴۸۔سبل السلام ۴/ ۱۳۳۹۔

۲۷۔سورۃ النحل، آیات ۱۲۶، ۱۲۷۔

۲۸۔اسباب النزول ۔نیس پوری ص ۲۱۴، ۲۱۵۔اسباب النزول ۔سیوطی، ص ۱۶۳، ۱۶۴۔احکام القرآن لابن عربی ۳ ص ۱۱۹۰، تفسیر انب کثیر ۲/ ۵۹۲۔

۲۹۔الام لشافعی ۔۴/ ۲۳۱، مسند امام شافعی ص ۳۱۳۔

۳۰۔سنن دار قطنی ۔۲/ ۴۷۳۔

۳۱۔شرح النیل ۱۰/ ۴۱۵

☆کن شجاعا قوی القلب ثابت النفس لدیك همة وعزيمة ولا تفزك الزوابع والا راجيف. ☆